طالبان کا "طرز اسلام" وزیر اعظم اور اپوزیشن لیڈر کے خیالات

گذشتہ ماہ وزیر اعظم پاکستان نے قبائلی علاقہ میں تقریر کرتے ہوئے ایک واضح حقیقت کو تسلیم کیا اور نہ صرف طالبان طرز حکومت، قیام امن اور نظام عدل کی تعریف کی بلکہ اس جیسے نظام حکومت کے قیام کی یہاں پاکستان میں بھی تمنا کی۔ انہی خیالات اور تمناؤں کا اظہار دینی قوتیں، اسلامی جماعتیں اور پاکستانی عوام گذشتہ پچاس برسوں سے کررہے ہیں اور بالخصوص جب سے افغانستان میں اسلام کے حقیقی نفاذ اور اس کی برکات وثمرات سامنے آئی ہیں یہ تمنائیں پوری قوم کے دلوں کی دھڑکنیں بن گئی ہیں۔ وزیر اعظم کا یہ اعتراف دینی قوتوں کیلئے ایک بہت بڑی کامیابی اور خوشی کی بات ہے کہ جمہوریت کے "چیمپئن آزاد خیال" شخصیت کے مالک اور ملک اور مسلم لیگ کے اعلیٰ ترین عہدیدار نے بھی طالبان طرز حکومت کی تائید کردی ہے۔ اہم سوال یہ ہے کہ طالبان طرز اسلام کیا ہے؟ طالبان کوئی خلائی مخلوق نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی الہ دین کا چراغ ہے جس کی بدولت انہوں نے انا فنا افغانستان کو جو کہ ہر لحاظ سے تباہ حال ملک تھا۔ آج امن وامان اور خوشحالی کا گہوارہ بنادیا۔ طالبان تحریک دینی مدارس کے معصوم اور تہذیب یافتہ سٹوڈنٹس کا نام ہے۔ ان کا طرز حکومت کیا ہے؟۔ ان کا طرز حکومت قرآن وسنت کی بالادستی، قانون کا احترام، عدل وانصاف کی بحالی۔ اور لوگوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ، حقیقی غیر جانبدارانہ احتساب تنفیذ حدود اللہ، عزت نفس، امن وامان، ارزانی اور قرآنی قانون مساوات، قصاص ودیت اور اسلامی تعزیرات کے نفاذ کا نام ہے۔ یہی ان کا نظام ہے اور اسکی بنیاد پر یہ "ناتجربہ کار" ملک وملت کی فلاح وبہبود میں پورے طور سے منہمک ہیں اور الحمدللہ ابتک ان کی حکومت ہزار مخالفتوں اور عالمی سازشوں اور حملوں کے باوجود کامیابی سے چل رہی ہے اور دنیا بھر کے نظاموں کیلئے ایک چیلنج اختیار کر گئی ہے اسی کے ساتھ پاکستان پیپلزپارٹی کی چیئرپرسن سابق وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو نے "طالبان طرز اسلام" پر میاں نواز شریف کے خیالات پر سخت تنقید کی ہے اور برطانیہ کے وزیر اعظم سمیت دنیا بھر کے عیسائی سربراہوں کے نام اپنے خطوط میں "طالبان طرز حکومت" کی بھرپور مذمت کی ہے اور اس سے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے اس سے قبل بھی اس خدشے کا

متعدد بار اظہار کیا ہے کہ "وزیر اعظم دینی قوتوں کے دباؤ میں آکر اس قسم کے اعلانات کر رہے ہیں اور ملک اسلامی انقلاب کیطرف لحہ بہ لحہ تیزی سے بڑھ رہا ہے جو کہ جمہوری قوتوں اور عمل کیلئے زبردست خطرہ ہے"۔ وزیر اعظم کے چہیتے وفاقی وزیر (غالی شیعہ) مشاہد حسین نے بھی طالبان کے طرز حکومت (جو کہ حقیقی قرآن و سنت کی بالا دستی پر قائم ہے) کا اخباری پریس کانفرنس میں تمسخر اڑایا ہے۔ پھر وزیر اعظم کے یہ اعلانات برائے نام ہی تھے اور اس کی حقیقت امریکہ یاترا سے قبل انہوں نے از خود ہی کھول دی اور امریکی دباؤ میں آکر اپنے "قول" سے رجوع کر لیا، لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا ہے جو حق بات تھی وہ بے اختیار ان کی زبان سے نکل گئی۔ آج ملک کے وزیر اعظم اور اپوزیشن لیڈر اور دیگر تمام لادین قوم پرست جماعتوں پر طالبان نظام حکومت کی کامیابی سے لرزہ طاری ہے اور وہ دینی جماعتوں اور بالخصوص دینی مدارس کے بارے میں فکر مند ہیں۔ دینی مدارس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ صدر کلنٹن اور وزیر اعظم نواز شریف کے سہ نکاتی ایجنڈے کا ایک اہم نکتہ دینی مدارس کے کردار کو محدود اور جہادی قوتوں کی سرکوبی کرنا ہے، لیکن اب کافی دیر ہو چکی ہے۔ پاکستانی عوام کسی آتش فشاں کی مانند لاوا اگلنے والے ہیں۔ انکے راستے میں جو بھی آئے گا وہ راکھ کا ڈھیر ثابت ہوگا۔ اگر دار العلوم حقانیہ اور دیگر مدارس افغانستان کو انقلاب اسلامی بر آمد کر سکتے ہیں تو اپنی ہی نمناک زمین میں اسلامی انقلاب کیوں برپا نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی دونوں بڑی جماعتوں اور دیگر لادین قوتوں کو اب نہ الیکشن سنبھالا دے سکتے ہیں اور نہ برطانیہ اور امریکہ کے ٹونی اور کلنٹن

؎ کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اک چراغ اور بجھا

علم و فضل کی دنیا کا ایک اور روشن چراغ محفل علم و عرفان کو تاریک چھوڑ کر بجھ گیا۔ یعنی ممتاز عالم دین اور بین الاقوامی شہرت یافتہ مبلغ حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ گذشتہ ماہ ان کا مدینہ منورہ میں طویل علالت کے بعد انتقال ہوا۔ مولانا مرحومؒ کی عمر کا